شہری

شہری برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون ۲۰۱۴ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقینا دنیا کو بدل سکتا ہے......

مارگریٹ میڈ

SHEHRI

کلفٹن کراچی میں ٹریفک کی اصلاح کے لیے علیحدہ حکمت عملی

ہتھیار کی روداد
نعیم صادق ــــ صفحہ۹
ڈیزائنر کی معاشرتی ذمہ داریاں
دانش آزرذوبی ــــ صفحہ۱۰
شہری تجاوزات اور دیگر امور
دانش آزرذوبی ــــ صفحہ۱۲
سی پی ایل سی چارجڈ پارکنگ
سندس رشید ــــ صفحہ۱۳
تعمیر کی صلاحیت پر ورکشاپ
شہری رپورٹ ــــ صفحہ۱۴
بابت ساحلی انتظامیہ: اصلاحات کا تصور
شہری رپورٹ ــــ صفحہ۱۶
کراچی میں تجاوزات کا مسئلہ
شہری رپورٹ ــــ صفحہ۱۸
مینگروز: قومی کارروائی اور حکمت عملی
شہری رپورٹ ــــ صفحہ۲۰

کراچی کی آبادی میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کہ ایک انتباہ ہے۔ اس خصوصی رپورٹ میں 'شہری' نے ٹریفک کی اصلاح کے منصوبوں سے متعلق ماحولیاتی اور ثقافتی اثرات کا قانونی طور پر جائزہ پیش کیا ہے، اس پر عملدرآمد بحریہ آئیکون ٹاور کی تعمیر سے ہے۔

شہری اپنی رپورٹ میں درج ذیل حقائق کو اجاگر کرتا ہے:

☆ حکومتِ بشمول بلدیاتی اِدارے جیسے کہ کے ایم سی سندھ میں تمام پلاننگ سے دستبردار ہوگئی ہے اور یہ معاملہ کمرشل ڈویلپرز اور لالچی مافیا کے حوالے کردیا ہے۔

☆ سابقہ فیڈرل EPA کے ایک سینئر آفیشل نے اعتراف کیا ہے کہ: 'EIA کا کام ہے حرام کو حلال بنانا'۔

☆ SEPA آفیشلز کے پاس موجود پالیسی جس میں کسی بھی EIA یا IEE کو مسترد کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کہ اسے کس طرح کیا جائے گا، اگر اس حوالے سے صحیح اقدام کیا جائے تو یہ ممکن ہے، جبکہ اس پروجیکٹ کے لئے غیر قانونی IEE نے اس کی منظوری مارچ ۲۰۱۴ء میں ایک ہفتے کے اندر دی تھی۔

☆ زیادہ تر کاروائی پاکستان میں یونہی ضائع ہوئی ''بالخصوص عوام کے مفاد میں'' یا ''اعلیٰ ملکی مفاد میں''، تو پھر پاکستان کیوں اس پر انحصار کرتا ہے۔

۶۸ منزلہ بحریہ آئیکون ٹاور پروجیکٹ جو کہ اولڈ کلفٹن میں ہے لیکن بغیر کسی ترمیم کے پبلک روڈ کے نیٹ ورک کو تین ملین اسکوائر فٹ کے حوالے سے مرتب کیا گیا ہے جس کے تحت باغ ابن قاسم پارک کے حصہ پر غیر قانونی طور پر قبضہ کرلیا گیا ہے اور اس پر کنکریٹ ٹریفک راستے بنائے گئے ہیں اور پانچ ایکڑ پر تین لیول ۲۵۰۰ کار پارکنگ کی ساخت (پلازہ سے منسلک ہے)۔ بحریہ آئیکون ٹاور غیر میعادی پروجیکٹ ہے۔ (بقیہ صفحہ۳ پر)

E-mail : Info@shehri.org
Web site: www.shehri.org

Tel : 021-34530646, 34382298, Fax : 021-34530646
facebook.com/shehri.citizens, twitter.com/shehricbe

اداریہ

ساحلی حادثہ

پاکستان کی آبادی یہاں پر نافذ العمل قوانین کی خلاف ورزی ہے جو کہ صرف اپنی حفاظت اور سرکاری اداروں کی حفاظت کے لیے قائم کئے گئے ہیں، اور بڑے پروجیکٹس کے لئے جب تیاری کی جاتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس میں تندہی سے عمل کیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ عید کی چھٹیوں میں یعنی جولائی کے آخر میں چالیس افرادسی ویو پر ڈوب گئے کیونکہ سال کے اس مہینے میں سمندر میں بہت زیادہ جوش ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود لوگوں کو گہرے سمندر میں تیرنے سے منع نہیں کیا گیا، اور یہ صرف لائف گارڈز جو کہ وہاں پر موجود ہوتے ہیں اس لئے کہ لوگوں کو منع کریں لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے علاوہ نیا آف شور پورٹ ٹرمنل بھی تعمیر کیا جارہا ہے اور سمندری حدود سے کثیر تعداد میں ریت کی کھدائی کی گئی حالانکہ اس حوالے سے لوگوں کو تعمیراتی سائٹس سے دور تیرنا چاہیئے۔ سی ویو کے کنارے پر لائف گارڈز کی کمی تھی جس کی وجہ سے کوئی مؤثر کارروائی کرنے سے قاصر رہے۔ کیونکہ وہاں پر لوگوں کا ہجوم رہتا تھا اور ان کو روکنے یا حفاظتی تدابیر کے لیے ضروری ساز وسامان بھی میسر نہیں تھا۔

اس سلسلے میں حکومت سندھ نے آئندہ استعمال کے لیے بیچ کو بند کردیا اور بیچ پر بانسوں کے ذریعے ایک دیوار قائم کی تاکہ لوگوں کو سمندر میں جانے سے روکا جاسکے لیکن یہ بات کافی حیرت زدہ ہے کہ ابھی تک حفاظتی اقدامات ناپید ہیں۔ اس کے علاوہ کراچی کی فشرمین کی چھوٹی سی آبادی جن کا انحصار انہی سمندروں سے حاصل کردہ روزی سے ہے اور اس حوالے سے حکومت نے ان کو کوئی مراعات نہیں دیں۔ اس عید کے تہوار کو اس حادثہ نے رنج وغم میں مبتلا کردیا۔

اوّل تو یہ کہ قانون کے مطابق پورٹ پر تعمیرات سے پہلے مناسب طور پر EIA سرانجام نہیں دیا گیا اور اس سلسلے میں اس بات پر بھی غور نہیں کیا گیا کہ کس طرح سے شہریوں کو سمندر میں جانے سے روکا جاسکے۔ کیونکہ یہ ایریا متاثر ہونے کے قریب ہے۔ مزید یہ کہ شہر کے اس عدم تحفظ اور ساز وسامان کی کمی کی وجہ سے لائف گارڈ کو کئی مسائل درپیش ہیں۔ حکومت سندھ کو فوری طور پر احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں تاکہ ہر عید کے موقع پر سمندر میں جو رش ہوتا ہے اسے کنٹرول کیا جاسکے اور اپنے ذہن میں ماضی کے حادثات سے نمٹنے کے لئے تشخیصی عمل سرانجام دیا جائے۔

شہری

88-R، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،
کراچی 75400، پاکستان
ٹیلی فون/فیکس: 46 06 53 34-21-92+
E-mail: info@shehri.org
Url: www.shehri.org

ادارتی مشاورت : شہری۔سی بی ای ٹیم

انتظامی کمیٹی:
چیئرپرسن : سمیر حامد ڈودھی
وائس چیئرپرسن: ڈیرک ڈین
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : عامرہ جاوید
ارکان :نورالدین احمد، محمد علی رشید،
رولینڈ ڈی سوزا

شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر : سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: ریحان اشرف

بانی ارکان:
نوید حسین، بیرسٹر قاضی فائز عیسیٰ
حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی
بیرسٹر زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی

قلمکاروں کی ضرورت:
شہری نیوز لیٹر طلبا، ماہرین ماحولیات/تعمیرات اور ماحولیات میں دلچسپی رکھنے والے شہریوں میں مقبول ہے۔ آپ بھی 'شہری' کے لیے لکھیے۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے 'شہری' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

شہری کی رکنیت ''شہری برائے بہتر ماحول'' کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر / ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

Design by: Grid Art
Tel: 021-34152970
Cell: 0333-2276331
website: www.thegridart.com

Printed by:
Saudagar Enterprises

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

Every effort has been made to ensure the accuracy of the contents of this publication. The author or the organization does not accept any responsibility of any omission as it is not deliberate. Nevertheless, we will appreciate provision of accurate information to improve our work.

Member of
IUCN
World Conservation Union

EIA رپورٹ پر عام اظہار خیال:

عوام کو سننے کے لیے تاریخ (۲۲ جولائی ۲۰۱۳ء) کو نوٹس کے اجراء (۴ جولائی ۲۰۱۴ء) کے بعد شیڈول کیا گیا تھا۔ IEE اور EIA ریگولیشن ۲۰۰۰ء کے نظر ثانی ریگولیشن (۳) ۱۰ جس کے مورخہ ۹۷-۹-۱۵ کے تحت یہ وارننگ دی گئی ہے کہ: ''کوئی بھی ایسی کاروائی جو کہ وراثت یا کوئی بھی تعمیر یا تعمیر کے قریب سائٹس کو جان بوجھ کر تباہ کیا گیا یا اسے غیر قانونی طور پر ہٹایا گیا تو وہ سائٹس غیر قانونی تصور ہونگی''۔ لہٰذا نہ صرف مذکورہ ایم سی کے افسران اور حکومت سندھ اولڈ کلفٹن نے اس سلسلے میں کمرشل مفادات کے تحت اقدامات کئے ہیں۔

نہ صرف تاریخی ماحول بلکہ نام نہاد تحفظ کردہ وراثت میں مجرمانہ غفلت ہے جو کہ جہانگیر کوٹھاری پریڈ

وراثتی اور تفریحی مقامات کا تحفظ کرنا:

سندھ وراثتی ثقافتی ایکٹ ۱۹۹۴ء جس کے تحت درج ذیل مقامات کو بطور ''وراثت کا تحفظ'' قرار دیا گیا ہے۔

۱۔	سری رتنیشور مناد یو مندر	(رپورٹ کے مطابق ۲۵۰۰ سال پرانا)
۲۔	عبداللہ شاہ غازی مزار	(رپورٹ کے مطابق ۱۲۰۰ سال پرانا)
۳۔	جہانگیر کوٹھاری پریڈ	(۱۹۲۰ء)
۴۔	بندا سٹینڈ/ پرومینیڈ پویلین	(۱۹۲۰ء)
۵۔	لیڈی للوئیڈ پویلین	(۱۹۲۱ء)

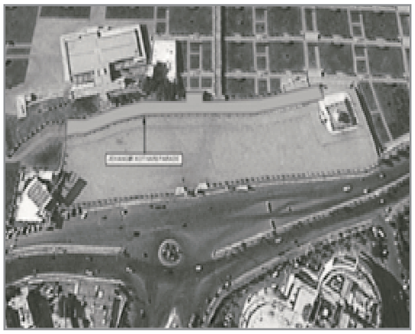

تحت عوام کو سننے کے لئے نوٹس کا اجراء کم از کم ۳۰ روز پہلے جاری ہونا چاہئے۔ اس طرح سے مذکورہ پیشی غیر قانونی تھی اور کے ایم سی EIA کی پیشی صرف اس لئے کر رہی تھی کہ محترم عدالت عالیہ نے اس کے اقدامات کو روک دیا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ ملک کے اندر عوام کی تفتیش ورلڈ بینک کے حوالے سے ہونی چاہئے اور سالانہ ماحولیاتی اخراجات جو کہ جی ڈی پی کا ۶ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

کلچرل ڈپارٹمنٹ کے نوٹیفیکیشن وراثتی ایکٹ ۱۹۹۴ء نمبر YAD/4-99/95 اور S0-1/CYS بالا تعمیرات کا تحفظ کرنا ہے بلکہ ماحولیات کو بھی تحفظ دینا ہے۔ مثال کے طور پر واشنگٹن ڈی سی میں صدارتی محل وائٹ ہاؤس کو امریکہ نے وراثت کے طور پر تحفظ دیا ہے اور اس کے سامنے، اوپر یا آس پاس کسی بھی چیز کو متحرک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مجوزہ بحریہ انڈر پاس/اوور پاس (اور بحریہ آئیکون بلڈنگ) جو کہ اس ایریا اور پانچ محفوظ کردہ بلڈنگز کی وراثتی حیثیت کو تباہ کرے گا۔ کے سے شروع کیا گیا ہے اور یہ سری رتنیشور مناد یو مندر کا ایک حصہ ہے۔ اس کے علاوہ جہانگیر کوٹھاری پریڈ مرکز میں نہ صرف ایک بلڈنگ ہے بلکہ یہ ایک مکمل طویل راستہ ہے جیسا کہ مذکورہ بالا گوگل امیج میں دکھایا گیا ہے جو کہ ۱۹۲۰ء کا ہے اور یہ سمندر کے کنارے واقع ہے۔ (منسلکہ 'اے' ملاحظہ کریں)۔

اس کے علاوہ نام نہاد محفوظ کردہ وراثت کو بھاری مشینری کے ذریعے کاٹا گیا جس سے کمرشل ساخت کی بلڈنگ لیڈی للوئیڈ پویلین بلڈنگ میں

کریک پڑ گئے ہیں اور یہ زیرِ زمین مندر کے قریب ہے۔(منسلکہ'بی'ملاحظہ کریں)۔

پاکستان کے انسانی حقوق کی کمیشن اور آل ہندو رائٹس آرگنائزیشن اور دیگر افراد کے ساتھ سپریم کورٹ سے مدد کی درخواست کی ہے(منسلکہ'سی'اور 'ڈی'ملاحظہ کریں)۔اور ان تمام کا تعلق مندر کے نقصانات سے مطابقت رکھتا ہے اور اس ایریا کی نسبت سے تمام تر بلڈنگ بھی اسی نوعیت سے قائم ہیں اور یہ نقصان تعمیراتی طریقہ کار کے لئے بڑا دھچکا ہے کیونکہ اس چیمبر کے قریب مستقل طور پر ہیوی ٹریفک رہتا ہے۔

ایک انفرادی اسکروٹنی باڈی انسٹیٹیوشن آف انجینئرز آف پاکستان کے تحت جیوٹیکنیکل اور انجینئرز کے لئے ضروری ہے کہ وہ مندر کی پائیداری کا جائزہ لیں۔اس کے علاوہ جیولوجی حالات کے تحت مذکورہ جہانگیر کوٹھاری پریڈ کو بھی شامل کیا جائے۔

اس کے علاوہ چیف سیکریٹری کو شکایات اور یاددہانی کے خطوط ارسال کئے گئے (منسلکہ'ای'ملاحظہ کریں)۔وراثتی کمیٹی کے چیئرمین نے اس سلسلے میں کوئی جواب نہیں دیا اور یہ بات حقیقت ہے کہ پبلک پراپرٹی ہو یا کوئی اور اس کے لئے ضروری ہے کہ قانون پر عمل کیا جائے اور تباہی سے محفوظ رکھا جائے۔

یہ پروجیکٹ (EIA رپورٹ کے سیکشن ۵.۱۔ ملاحظہ کریں)''آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھا جائے اس کے لئے حفاظت، سلامتی اور طرزِ زندگی میں اصلاح سے مطابقت رکھتا ہے''۔

کیا کراچی کا کوئی رہائشی یا پاکستان کا شہری یہ نہیں چاہتا ہے کہ اسے تحفظ فراہم ہو اور طرزِ زندگی کی اصلاح ہو؟۔EIA کی رپورٹ دراصل کیا معنی رکھتی ہے کیونکہ اس پروجیکٹ کے حوالے سے جس میں ۵ فیصد سرمایہ دار ہیں اور زیادہ آمدنی کے گروپ کے اخراجات ۹۵ فیصد ہیں جس میں کم آمدنی کا گروپ بھی شامل ہے۔

ایک مشترک شخص (کم آمدنی کے گروپ کا ۹۵ فیصد) جو کہ غیر ضروری انڈرپاسز/اوور پاسز کی وجہ سے متاثر ہے۔بشمول:

الف: لاکھوں افراد/حاجی جو کہ پورے سندھ اور کراچی سے شاہ عبداللہ غازی کے مزار پر آتے ہیں۔

ب: لاکھوں افراد جو کہ پورے سندھ اور کراچی سے سری رتنیشور مناد یو مندر کے لیے آتے ہیں۔

پ: کراچی کے کئی لاکھ رہائشی اور اندرون ملک سے آنے والے لوگ جو کہ اس شہر میں کم اخراجات اور تجربہ حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں جس میں کلفٹن کا ساحل سمندر، وراثتی تحفظ، تاریخی مقامات وغیرہ کے لیے آتے ہیں۔جہانگیر کوٹھاری پریڈ کے سامنے ایک خوبصورت کھلی ہوئی جگہ ہے جہاں پر لوگ جمع ہوتے ہیں اور ماحول سے مستفید ہوتے ہیں اور وہاں پر شور شرابہ پیدا کرنے والا انڈر پاس بھی بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے ماحول تباہ ہوگا۔

اس کے علاوہ عام پیدل چلنے والے افراد (جس میں لاکھوں غریب بشمول بزرگ، بچے، معذور وغیرہ بھی شامل ہیں جو کہ ۲۰ فٹ اونچے پُل کو پار کرکے آتے ہیں جس میں زیادہ ٹریفک کی وجہ سے اکثر و بیشتر حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں اور جو جگہیں دستیاب ہیں جو کہ پبلک بسز اور دیگر ٹرانسپورٹ کے روکنے کی جگہ ہے۔اس اہم ٹریفک/ٹرانسپورٹ کا شمار نہیں کیا جاسکتا اس کا حوالہ EIA کی رپورٹ میں شامل ہے۔

SEPA کی غیر قانونی IEE این اوسی:

غیر قانونی IEE این او سی نمبر EPA/2014/13/13/12/IEE مورخہ ۱۸۔۳۔۲۰۱۴ (EIA رپورٹ کا سیکشن ۴.۲ ملاحظہ کریں)۔حالیہ جاری کردہ پروجیکٹ جو کہ SEPA کا اسٹینڈرڈ ہے لیکن بے معنی ہے۔لہٰذا وہ مثل کہ''اچھا کریں اور برائی سے پرہیز کریں'' جو کہ اس پروجیکٹ کے لئے اصطلاح ہے۔

اس IEE این او سی کا مطالعہ کرنے پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں پروجیکٹ کے نام اور دیگر امور میں تبدیلیاں کرکے کسی بھی دیگر روڈ سے متعلق پروجیکٹ کے لیے جاری کیا جائے گا اور یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی IEE/EIA پروجیکٹ کے لئے (کئی دیگر SEPA این او سی اس کو ثابت کرے گی) کوئی بھی درخواست ماحول کے حوالے سے نہ تو جاری کی گئی اور نہ ہی اس پر کوئی بات چیت کی گئی۔کیونکہ اس

کام کے لیےایک ہفتہ کا وقت کافی نہیں ہے۔

یہ نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ (EIA رپورٹ کا سیکشن ۶.۵ ملاحظہ کریں) غیر قانونی IEE/این اوسی کی ضروریات کے مطابق کے ایم سی/ بحریہ نے تعمیراتی مراحل کے دوران SEPA سے درست کرائے بغیر پورا کیا۔ کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

الف: پیرا 5(iv): ہفتہ واری ماحولیاتی رپورٹ جوکہ IMC نے جاری کی وہ SEPA میں داخل نہیں کی گئی۔

ب: پیرا 5(iv): تعمیراتی عرصہ کے دوران ٹریفک مینجمنٹ نے اس پر عمل نہیں کیا۔ گزشتہ چار ماہ سے اس پر عمل نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے عوام مسائل کا شکار ہوئی اور حفاظت کا مرحلہ خطرے میں پڑ گیا۔

پ: پیرا 5(xiii): ایریا کے کچھ ساکنان کے کیبل ٹی وی کنکشن پروجیکٹ کے ابتدائی دنوں میں متاثر ہوئے۔ پہلی بار انہوں نے شکایت کی (جوکہ کمیونٹی کے مسائل کو حل کرنے کے طریقہ کار کی کمیونٹی سے کیا گیا)۔ دوسری بار بھی یہی ہوا کہ ساکنان کی جانب سے شکایت کرنے پر یہ کہا گیا کہ یہاں پرمت آؤ ورنہ تمہاری ٹانگیں توڑ دینگے اور یہ شکایت گزاران کے حق میں نہیں تھا۔

ج: پیرا 10: عمل درآمد کی رپورٹس ماہانہ بنیاد پر داخل کی جانی چاہئے کیا کے ایم سی/ بحریہ نے ایسی رپورٹ داخل کی ہے؟

(جہاں تک عام مفادات کا تعلق ہے:

☆ بحریہ نے 48+ ماہانہ عملدرآمد کی رپورٹ بابت بحریہ ٹاور آئیکون ٹاور؟ اس بلڈنگ کے لئے EIA (جوکہ تعمیرات شروع کرنے سے دوسال کے بعد حاصل کی گئی اور جب عوامی اجتماع کے دوران 'شہری' کے اعتراضات کو نظر انداز کیا گیا (اس سلسلے میں منسلکہ 'ایف' ملاحظہ کریں) جوکہ عدم جوابی کی بنیاد پر منسوخ کیا گیا جوکہ منظوری کی شرائط سے مشروط ہے۔

☆ EIA کی منظوری صرف تین سال کیلئے ہےتو ایسی صورت میں اس پروجیکٹ کو بغیر SEPA کی تجدید کے مستقل کیسے رکھا جاسکتا ہے؟)

Original Plot 5 & 6 / CF-5, Clifton Quarter (9,436 sqyds) (Green), 2005 as per KDA Scheme No. 5 of 1972

فلاحی زمین پر قبضہ (چائنا کٹنگ):

باغ ابن قاسم دوبارہ خطرے سے دوچار ہے! غیر قانونی کوسٹالیوینا کثیر المنزلہ عمارت کے لئے فیصلے میں (1999 SCMR 2883ء) کہ یہ عمارت عوامی فلاحی باغ میں ۱۹۹۰ء میں تعمیر کی جارہی ہے۔ محترم سپریم کورٹ نے غیر قانونی تعمیرات کا نوٹس لیا اور اسے روکا گیا اور یہ منظوری

کے تحت ہے جبکہ اس کا پیراگراف انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا پر مشتمل ہے:

"یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ ۱۹۲۰ء میں لینڈ مافیا کے حوالے سے جو تجربہ ہوا جس میں خام زمین کے مالک اور ڈویلپر نے عارضی طور پر سرمایہ کاری کی جبکہ شہری کمیونٹی نے اس کے بعد اچھے نتائج دیئے۔"

Expanded Plot 5 & 6 / CF-5, Clifton Quarter (17,336+ sq yds) (RED), 2013 as occupied by Bahria Town Icon Tower, along with proposed under- ground parking (BLUE) and entry ramps/roads (MAGENTA) into the building

اس وقت ایک اور بلڈنگ پروجیکٹ باغ ابن قاسم فلاحی زمین کے گرد تین حصوں پر تجاوزات کی جارہی ہے جس کے لئے ایک بڑا اسٹیل گیٹ (جوکہ سابقہ گوگل ارتھ امیج مورخہ ۱۲۰۳-۱۲-۱۳ کو دیکھا گیا لیکن موجودہ امیج مورخہ ۲۰۱۴-۶-۴ پر نہیں ہے) نکال دیا گیا۔

الف: اضافی زمین ۷۸۹۱ مربع گز (جوکہ حسین ڈی سلوا پارک اپارٹمنٹس پلاٹ نمبر 5&6/CF-5 کلفٹن کوارٹر) پر قبضہ کیا جوکہ بحریہ ٹاؤن آئیکون ٹاور بلڈنگ کیلئے پارکنگ کی جگہ تھی۔

ب: مجوزہ اس پروجیکٹ کے حصہ کے طور پر BTIT بلڈنگ اور مسجد/ ایکوریم کے درمیان موجود ہے جبکہ دوسری جانب

پبلک روڈ اور داخلی روڈ جو کہ BTIT بلڈنگ پارکنگ کیلئے یا زیرزمین پارکنگ کے لئے تھی)۔

پ: ۳ لیول کی مجوزہ تعمیرات اور زیرزمین ۲۵۰۰ گاڑیوں کے لئے پارکنگ لاٹ (BTIT بلڈنگ) کے ساتھ زمین کے نیچے لیول پر منسلک ہے جو کہ کے ایم سی آفیشل کے تعاون سے کیا گیا ہے۔ (منسلکہ 'جی' ملاحظہ کریں)۔

کراچی کے شہریوں کے لئے "رہائش بمعہ نتائج" کیونکہ مستقبل کی جنریشن کے لئے فلاحی پارک پر قبضہ کرنا چوری ہے۔

Comparative of the areas.
The extra area has been "acquired" from the amenity Bagh-e-Ibn-e-Qasim

ماحولیاتی تشخیص / EIAs زون H.D کی حکمت عملی:

سیکشن ۳.۱ کی EIA رپورٹ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ زیادہ کثافتی زون کی "تخلیق سے ایمرجنسی ضروریات بابت پروجیکٹ میں اضافہ ہوگا"۔

اس سلسلے میں درج ذیل نکات تحریر ہیں:

الف: IEE اور EIA ریگولیشن ۲۰۰۰ء، سیکشن ۴ پڑھا جائے شیڈول II (H.1) پر نظرِثانی کے مطابق یہ ایریاز سندھ ہائی ڈینسٹی ڈویلپمنٹ بورڈ ایکٹ ۲۰۱۰ء کے تحت قابلِ غور ہے اور اسے کوئی بھی فریق بشمول کے ایم سی سرانجام نہیں دے سکتی ہے۔

سندھ ماحولیاتی تحفظاتی ایکٹ ۲۰۱۴ء کے سیکشن ۱۸ کے مطابق یہ تحریر ہے کہ تمام صوبائی گورنمنٹ ایجنسیز، ڈپارٹمنٹ، اتھارٹیز، لوکل کاؤنسلز اور لوکل اتھارٹیز جو کہ پالیسیاں، قانون سازی اور صوبہ سندھ میں عمل درآمد کے لئے ذمہ دار ہیں۔ جو کہ صوبہ کے دائرہ اختیار میں ہے اور یہ معاملہ پہلے ہی مجاز اتھارٹی کے سامنے منظوری کے لئے پیش کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ سندھ ماحولیاتی تحفظاتی ایجنسیز نے ایک ماحولیاتی تشخیصی حکمت عملی مرتب کی ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

(ماحولیاتی تشخیصی حکمتِ عملی کی وضاحتی پالیسی قانون سازی یا پروگرام کی دستیابی پر ممکن ہے)۔

ب: لیکن یہ ہائی ڈینسٹی زون پلانز مکمل طور پر ناکام ہوئے اور ماحولیاتی حوالہ سے ناقابلِ عمل ہے۔ (درج ذیل پیرا ملاحظہ کریں)۔

یہ رپورٹ کی گئی ہے کہ کئی اسکائی اسکریپرز جن میں بہت سے IEEs سے متعلق ہیں جس کی منظوری SEPA کے آفیشلز نے جاری کی تھی جو کہ درج ذیل ہیں:

- ☆ کیا یہ تمام ہائی ڈینسٹی زون کے اندر ہیں؟
- ☆ IEE نے کیوں این او سی جاری کی ہے بجائے اس کے کہ یہ معاملہ EIA کے سامنے پیش کیا جاتا؟ اس میں ٹریفک کے اضافہ کا پلان کہاں ہے (اور انفرا اسٹرکچر فلاحی اور اجتماعی)۔ کیا کراچی کے مختلف حصوں میں تمام تر حوالے سے تخلیق کیا گیا ہے؟
- ☆ کیا SEPA کے آفیشلز کا عمل اسکائی اسکریپرز کے لئے IEEs کو منظور کر کے پیسہ کمانا ہے؟
- ☆ کیا شہریوں کو چاہئے کہ وہ تمام خرابی کے حوالے سے عدالت سے رجوع کریں؟

اسکائی اسکر یپرز اس وقت زیر تعمیر ہے اور اس پر ۷۰ میٹر (۲۳۰ فٹ) کی پلاننگ کی گئی ہے بشمول:
اس کی منظوری سندھ ہائی ڈینسٹی ڈیولپمنٹ بورڈ ایکٹ ۲۰۱۰ء کے تحت کی گئی ہے۔

No	Building	Height	Floors	Built	Location
1	Bahria Icon Tower	270 m (886 ft)	62	2017	Clifton
2	Bahria Icon Hotel Tower	185 m (607 ft)	45	2017	Clifton
3	Opal 225 Tower	155 m (509 ft)	43	2016	Saddar
4	Ovation Tower	150 m (492 ft)	40	2018	Clifton
5	G4 Tower	140 m (459 ft)	30	2017	Clifton
6	Hoshang Pearl Tower	130 m (427 ft)	38	2016	Clifton
7	Lucky One	130 m (427 ft)	35	2017	Gulshan
8	KASB Altitude	130 m (427 ft)	32	2015	Clifton
9	Com3 Towers	130 m (427 ft)	32 X 2	2016	Clifton
10	The Arkadians Tower A	120 m (394 ft)	34	2015	DHA
11	Lucky One Towers	120 m (394 ft)	32	2017	Gulshan
12	Quality Tower	+120 m (394 ft)	30	2017	Clifton
13	G-5 Tower (Ocean II)	+120 m (394 ft)	30	2017	Clifton
14	Metro Twin Towers	110 m (361 ft)	30 X 2	2015	Clifton
15	Emaar's Pearl Towers	+110 m (361 ft)	35	2018	DHA
16	70 Riviera	+110 m (361 ft)	29	2018	Clifton
17	Emaar's Reef Towers	+110 m (361 ft)	38	2018	DHA
18	Creek Marina	+110 m (361 ft)	28	2017	DHA
19	Coral Towers	+110 m (361 ft)	25 X 2	2018	DHA
20	Royal 8 Icon	+105 m (344 ft)	29 x 5+	2018	Gulshan
21	Bahria Tower	105 m (344 ft)	26	2015	PECHS
22	UBL Tower	+100 m (328 ft)	25	2015	Saddar
23	The Arkadians tower B	+100 m (328 ft)	25	2016	DHA
24	The Centre	100 m (328 ft)	24	2014	Saddar
25	EFU Tower	100 m (328 ft)	18	2014	DHA
26	Iqra University Tower	100 m (328 ft)	15	2014	Defence View
27	KASB Sky View Towers	100 m (328 ft)	22 X2	2014	Johar
28	Saima Royal Residency	100 m (328 ft)	22	2014	Gulshan
29	Royal Towers	100 m (328 ft)	21	2014	DHA
30	Sumaya Bridge View Towers	70 m (230 ft)	19	2014	PECHS

ہم نے اس معاملے کو کافی اٹھایا اور بات چیت کی۔ اس ایکٹ کو منظور کرنے کے بعد ۲۰۱۱ء کے اخبارات میں کور کیا گیا۔
اکائی اسکر یپرز نے تعمیرات کیلئے منظوری کی رپورٹ دی ہے بشمول:

No	Building	Height	Floors	Status	Est. Completion
1	Karachi Port Tower	594 m (1,949 ft)	117	Approved	2018
2	KPT Twin Tower	352 m (1,155 ft)	78	On hold	
3	IT Tower	205 m (673 ft)	45	On hold	(KMC/CDGK Project)
4	Colosseum Towers	200 m (656 ft)	45	Cancelled	
5	Avari Extension		30	Proposed	
6	Gold Crest Executive		39	Cancelled	
7	Clifton Fin & Trade Center		35	On hold	2012
8	Creek Marina		29	?	
9	Royal Tower		21	Approved	

ٹریفک کے مسائل:

EIA رپورٹ کے سیکشن ۳.۱ میں یہ کہا گیا ہے کہ ٹریفک کے مسائل کے حوالے سے تشخیصی مطالعہ (TIA) برائے کلفٹن ایریا ۲۰۱۲ء میں کیا گیا تھا جس کے نکات درج ذیل ہیں:

الف: مورخہ ۲۰۱۳-۳-۲۹ کو SHDDB نے ۱۱ زونز بشمول کلفٹن میں سمندر کے سامنے کے حصہ کو ہائی ڈینسٹی زون قرار دیا تھا۔ اور کوئی بھی بحریہ ٹاؤن آئیکون ٹاور، ۷۰ رہائشی یا تجارتی۔۳ (جوکہ کمرشل پلاٹ پر تعمیر کیا جارہا ہے اور اس میں چھوٹی دوکانیں جوکہ پارک میں آنے والوں کے لئے کیٹرنگ فراہم کرنا اور یہ سہولت اسکائی اسکریپر کے لئے نہیں ہے) کے نہیں ہیں اور یہ پروجیکٹس کلفٹن میں سمندر کے سامنے کے ایریا میں آتا ہے۔

ب: موجودہ ٹریفک کے بارے میں اصلاحی پروگرام شارع فردوسی، بشمول کئی سو اسکائی اسکریپرز سے ٹریفک کے مسائل کو صحیح نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ ہائی ڈینسٹی زون کا ایک حصہ ہے اور ٹریفک کے حوالے سے TIA نے کوئی حوالہ نہیں دیا ہے اور یہاں تمام مستقبل کے پروجیکٹس کے لئے حاصل کیا جائے گا۔

پ: اس کے علاوہ کلفٹن میں سمندر کے سامنے کے ایریا میں ٹریفک کے مسائل کے بارے میں مکمل مطالعہ کیا گیا، اس حوالہ سے ہائی ڈینسٹی زون کو تعمیر کرنے کی ضرورت ہے، (بشمول مستقبل کے ٹریفک کے تمام ایریاز ہائی ڈینسٹی زونز جیسا کہ شیریں جناح کالونی، خیابان جامی، مائی کلاچی ایکسپریس وے وغیرہ)۔ اس سلسلے میں ٹریفک کے امور پر عملدرآمد کرنا ضروری ہے اور اس سلسلے میں ایکسپریس وے کے حوالے سے مستقبل میں بھی ان تمام اسکائی اسکریپرز کے پیدا کردہ ٹریفک کے مسائل کو بھی دیکھنا ہوگا، جوکہ اس وقت ہائی ڈینسٹی زونز میں ہیں۔

ج: SEPA نے اپنے فیصلے مورخہ ۲۰۰۲-۱۰-۲۷ میں EIA کے نعمان کیسٹلو کو مسترد کردیا جوکہ ایک مجوزہ عمارت ۲۲ منزلہ اور اس سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ SEPA نے اس سلسلے میں مطالبہ کیا ہے کہ کم کثافت کو تبدیل کرکے اسے ہائی ڈینسٹی زون میں موڑ دیا جائے۔ EIA کی رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی خاطر خواہ قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ (منسلکہ 'ایچ' ملاحظہ کریں)۔

د: مذکورہ بالا ماحولیات کی بنیاد پر EIA نے جو پلان مسترد کیا ہے اس پر دوبارہ غور کیا جانا چاہئے کیونکہ یہ اہم بنیاد پر قائم ہے۔

اس کے علاوہ ایک اصولی ٹریفک پلاننگ کی گئی ہے جس کا پہلا مرحلہ گاڑیوں کے ٹریفک جام کے مسئلے میں اصلاح کی ضرورت ہے یعنی:

الف: سنگل پسنجر کی گاڑیوں (یعنی کار وغیرہ) کی تعداد کو کثیر المقاصد ٹرانسپورٹ سسٹم میں تبدیل کیا جائے۔

ب: ناجائز تجاوزات اور رکاوٹوں کو ہٹانا (بشمول ٹھیلے، کھوکھے، غیر قانونی پارکنگ وغیرہ) جوکہ روڈ پر پائی جائیں۔

پ: ٹریفک کے قوانین اور ڈرائیونگ کے قوانین پر سختی سے عمل کیا جائے۔

یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب ان اقدامات پر عملدرآمد کیا جائے اور دیگر تکنیک (جیسا کہ روڈ کی چوڑائی، انڈر پاس، فلائی اوور وغیرہ) کو استعمال کیا جائے اور اس بارے میں میونسپل اتھارٹیز (کے ایم سی، سی ڈی جی کے، ڈی ایچ اے، کے پی ٹی وغیرہ) کی توجہ سابقہ اقدامات کے بارے میں دلائی گئی ہے۔

مشہور و معروف عالمی حکمتِ عملی مرتب کرنے والے بگوٹا کے سابقہ میئر جنہوں نے کچھ سالوں تک کراچی کا دورہ کیا اور منتظمین اور شہریوں سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں انہوں نے پبلک ٹرانسپورٹ، اسکولوں اور ڈسپنسریوں کی تعمیر، پبلک کیلئے جگہوں میں اضافہ اور جرائم کے تناسب میں کمی کے حوالے سے بات چیت کی۔ انہوں نے کہا کہ زیادہ چوڑے اور بڑے روڈز بنانے کے لئے سب سے پہلے ٹریفک جام کے مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔

اس حوالے سے کے ایم سی کیوں گیسولائن کے لئے کوششیں کررہی ہے؟

موجودہ ڈیزائن میں جو حکمت عملی اپنائی گئی ہے اس میں ٹریفک کے مسائل کا مطالعہ شامل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں EIA کی رپورٹ منسلکہ 'آئی' پر موجود ہے۔ اور یہ بھی رپورٹ کی گئی ہے کہ مختلف ڈیزائن غیر ملکی کنسلٹنٹ نے مکمل کئے لیکن اس پر عمل نہیں کیا گیا تھا اور نیا ڈیزائن لوکل کنسلٹنٹ نے چھ ہفتوں میں تیار کیا تھا۔ تو اس سلسلے میں TIA موجودہ ڈیزائن سے کس طرح منسلک ہے۔ اس سلسلے میں ڈرائنگ پر جیومیٹری اور روڈ کی کثافت کو دکھایا گیا ہے جوکہ رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا ہے اور یہ خصوصی طور پر ممکن ہوگا اگر جہانگیر کوٹھاری پریڈ سے انڈر پاس کو ہٹا دیا جائے۔

نتائج:

میمنوں نے اس قسم کی صورتحال کے بارے میں کہا:
''ایسو پیر، نہ موسا پیر، بدھے سے وڈھو، پیسو پیر''۔

ہتھیار کی روداد

نعیم صادق

حکومت سندھ کی جانب سے 'اسلحے سے پاک کرنے' کے حالیہ اشتہارات زبردست مطالعہ فراہم کرتے ہیں کہ کس طرح کوئی بھی اس ہدف کی تکمیل کے بارے میں پیش ہوسکتا ہے۔ ایک چوتھائی صفحہ پر مشتمل اشتہارات کی مد میں ۲۰-۲۵ ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ یہ مہم ۱۲ دنوں پر محیط رہی جس کے نتیجہ میں ۲۰/افراد غیرقانونی اسلحے سے دستبردار ہوئے جو کہ پہلے سال کا بزنس رہا اور اس مضحکہ خیز سرمایہ کاری پر ہر ایک اسلحے کی دستبرداری کے لئے ایک ملین روپے خرچ کئے گئے۔

اسلحے سے پاک کرنے کا عمل غیر سنجیدہ مرکز میں کیا گیا ہے۔ پچھلی دو دہائیوں کے لیے یہ کھیل کھیلا گیا اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جمیل یوسف کے خیالات اس اصول سے مطابقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ اسلحہ ازم سے نجات ہی حتمی حل ہے اور یہ ایک کوشش ہے جس کے تحت اسلحہ ازم کی حقیقت کے حوالہ سے وضاحت کی گئی ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ کوشش کی جائے۔

سوسائٹی کی اسلحہ ازم جو کہ ہماری روایات اور افغان جنگ میں ملوث ہونے کا نتیجہ ہے اور سچ یہ ہے کہ پاکستان میں اسلحہ کی بھرمار براہ راست حکومت کی جانب سے پلاننگ ہے اور سیاسی رشوت کے طور پر اسلحہ کے لائسنس تقسیم کئے گئے۔

اس عدم کنٹرول کے پیمانہ کو سپریم کورٹ نے از خود نوٹس کیس نمبر ۱۶/۲۰۱۱ کے تحت لیتے ہوئے کیا۔

کیونکہ وفاقی حکومت نے ممنوعہ بور کے ۴۶،۱۱۴ لائسنس جبکہ غیر ممنوعہ بور کے ۱،۲۰۲،۴۷۰/لائسنس گذشتہ پانچ سالوں میں جاری کئے۔ حکومت سندھ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ۴۰۰،۰۰۰ گن لائسنس جاری کئے، قومی اسمبلی کے ۳۴۲ ممبران گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ممنوعہ بور کے ۶۹،۴۷۳ لائسنس حاصل کرنے والوں کی فہرست میں سرِفہرست ہیں۔

ان غیرقانونی اسلحہ کے پھیلاؤ کے خلاف مزید قوانین بنانے ہونگے، حقیقت یہ کہ براعظم میں ۱۸۷۷ء سے غیرقانونی ہتھیار رکھنے پر تین سال قید کا قانون پہلے سے موجود ہے، جبکہ پاکستان آرمز آرڈی نینس ۱۹۶۵ء کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے جس میں سزا تین سال سے کم نہ ہو۔ اس کے علاوہ اسلحہ ایکٹ ۱۹۹۱ء نے اس سزا کو بڑھا کر عمر قید اور جائیداد کی ضبطگی کر دیا۔ یہ قانون حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ نہ صرف غیرقانونی اسلحہ رکھنے پر سزا دے بلکہ پہلے سے جاری کردہ لائسنس کو بھی منسوخ کر دے یا واپس لے لے۔ افسوس ان قوانین نے کسی دوسرے مقصد کی خدمت کی ہے، ماسوائے ہر چند سالوں کے بعد اخبارات میں اشتہارات کے علاوہ۔

لائسنس یافتہ قانونی اسلحہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ان میں سے نصف تعداد کے لائسنس کا کسی ریکارڈ میں ذکر نہیں ہے۔ دراصل ان میں سے ۷۰ فیصد لائسنس بغیر کسی لازمی سیکورٹی کے جاری کئے گئے ہیں، سرکاری افسران اور دلالوں نے ہزاروں جعلی لائسنس جاری کئے۔ اخباری رپورٹس کے مطابق حال ہی میں خیبر پختونخواہ میں ۳.۵ ملین لائسنس جاری کئے گئے جس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔

کراچی میں ایک اسسٹنٹ کمشنر نے نو مہینوں میں پانچ ہزار سے زائد جعلی اسلحہ لائسنس جاری کئے اور فیس اپنی جیبوں میں ڈال دی۔ قومی اور صوبائی حکومتوں نے گزشتہ دس سالوں میں بے شمار لائسنس جاری کر دیئے۔

غیرقانونی اسلحہ کو بغیر کسی معاوضے کے دستبردار کیا جانا چاہئے اور یہ سچ ہے کہ لوگوں نے غیرقانونی (خریدا گیا) اسلحہ حاصل کیا اور مناسب معاوضہ کے بغیر اسلحہ

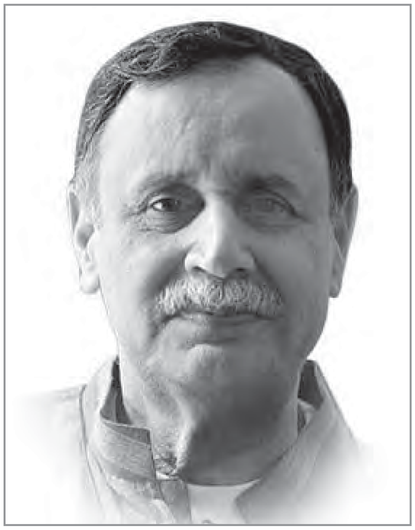

واپس نہیں کیا۔ کیا دنیا کی سب سے زیادہ عسکریت پسند پارلیمنٹ اپنے ممنوعہ بور کے ۶۹،۴۷۳ ہتھیاروں کو روک سکتی ہے؟ اور پھر اپنے شہریوں سے واپسی کی امید کرے۔ کیا حکومت مذکورہ اسلحہ ازم کو مرتب کرسکتی ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ سرکاری مشینری اپنے فرائض کو صحیح طریقے سے انجام نہیں دے رہی ہے۔

اسلحہ ازم کے خاتمے کا معاملہ کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ جو کسی ایس ایچ او کے سپرد کیا جاسکے اس کے لئے تعاون، حکمت عملی اور زمینی انٹیلی جنس، اسلحہ کے بیوپاریوں، ڈیلرز، فروخت کنندگان اور دیگر متعلقہ اداروں کے درمیان باہمی اشتراک کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں بات چیت کافی حد تک ہوگئی ہے۔ اسٹیٹ اس حوالہ سے اخبارات میں اشتہارات یا بے معنی پریس کانفرنس کا انعقاد کرسکتی ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان کے شہری نیشنل کمیشن تک اپنی آواز کو بلند کریں اور کمیشن کو چاہئے کہ وہ رینجرز کے کمانڈو یونٹس اور ایلیٹ پولیس فورس پر مشتمل دستے تیار کرے (لیکن ایسی فورس جو کہ کسی سیاست کے زیر اثر نہ ہو) کیونکہ پاکستان کی بقاء کا انحصار موت کی ان مشینوں کو کنٹرول کرنے پر ہے۔

ڈیزائنر کی معاشرتی ذمہ داریاں

دانش آزر زوبی۔ بانی ممبر،شہری

یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے لئے سوچنا انسان کا بنیادی حق ہے لیکن غریبوں اور ضرورت مندوں کی مختلف ذرائع اور طریقوں سے مدد کرنا یہ ہماری پوری تاریخ کا حصہ ہے۔ ایسی بہت سی کوشش نظام کو بہتر بنانے کے لئے کی گئی ہے تاکہ سوسائٹی میں بہتری لائی جاسکے جیسے کہ یورپ میں سوشل ویلفیئر کا نظام رواں دواں ہے اور مسلم دنیا میں زکوٰۃ اور دیگر مذہبی ذمہ داریاں ہیں۔

جہاں تک ڈی ایس آر کا تعلق ہے تو یہ معاشرتی ذمہ داری سے مطابقت رکھتا ہے اور اس حوالے سے آج کلچر کے کئی اجزاء قائم کئے گئے ہیں جس کے تحت یہ یقینی بنایا جاتا ہے کہ تمام کاروبارِ زندگی مؤثر طور پر قانون کے جذبے کے ساتھ کیا جائے اس میں طاقت واثرورسوخ اسی قائم کردہ دنیا کا ہے جس کا اثر پورے کرۂ ارض پر ہوا ہے لیکن اس میں یہ بھی حقیقت ہے کہ اس بارے میں نہ صرف حکومتیں، ادارے مطابقت رکھتے ہیں بلکہ ہر کاروبار، ہر انٹرپرائز چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے تحت ہے اور مساوی طور پر اس کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن اس میں صرف یہی کافی نہیں ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی توسط سے اور ذرائع سے تعلیمی سطح پر کیا جانا چاہیے۔

ڈی ایس آر جسے ایک عام برانچ کی طرح ڈیزائن ایجوکیشن کے طور پر متعارف کرایا گیا جس میں ڈیزائنرز اور ڈیزائن کے طلباء فرض منصبی کی آواز پر سوسائٹی کی خدمت کریں اور لوگوں کے ساتھ اپنی مہارت اور معلومات کو شیئر کریں۔

سوسائٹی کے اندر انفرادی ہو یا اجتماعی اس کا رتبہ سوسائٹی میں ایک کردار ہوتا ہے اس میں مثبت اور منفی بھی ہوتا ہے اور یہی چیز دراصل طرزِ زندگی کی کوالٹی پر اثرانداز ہوتی ہے۔ جب ہم سوسائٹی میں شریک ہر انفرادی شخص سے بات کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں جو کہ ایک ڈیزائنر ہوتا ہے جو کہ ہر چیز کو ڈیزائن کرتا ہے جیسے کہ ایک چمچہ سے لے کر چائے کا کپ، چائے کا برتن، ٹرالی، ٹاؤن ہاؤس، ٹرام کار اور ٹریکٹر وغیرہ۔ یہ تمام سادہ چیزیں ہیں لیکن دیگر چیزیں جیسے کہ اسکولز، ہسپتالز، کتابیں حتیٰ کہ ٹوتھ پیسٹ جو کہ ہماری زندگی پر اثرانداز ہیں۔

اس دنیا میں ماحولیات پروڈکٹس اور سسٹمز پر مشتمل ہے جیسا کہ ہماری روزمرہ استعمال میں آنے والی چیزیں ہیں۔ ان EPS کا متواتر استعمال ہماری عادت میں شمار ہوتا ہے اور اسی کے مطابق ہماری زندگی کا رخ موڑتی ہے اور یہی EPS کی کوالٹی اور قسم ہے جسے کہ ہم اپنے رویوں، طرزِ زندگی وغیرہ کے لئے قبول کرتے ہیں ہم اس دنیا میں ایک سوشل گروپ کی طرح رہتے ہیں جس کا مابعد اثر دوسروں پر منعکس ہوتا ہے اور ہماری طرزِ زندگی ان ہی اصولوں کی بنیاد پر رواں دواں رہتی ہے اور ہمارے لئے بے حد اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ بغیر طرزِ زندگی اپنائے ہم ترقی کی جانب گامزن نہیں ہوسکتے۔ گزشتہ سو سالوں سے اس میں تبدیلی کی سب سے اہم وجہ آب و ہوا کی ہے کیونکہ زمین کی گنجائش جو کہ ہر چیز کو جذب کرتی ہے اسے نقصان پہنچا ہے جس میں گاڑیوں، جیٹ طیاروں، جہاز رانی، اسکائی اسکریپرز، کمپیوٹرز وغیرہ کا زمین پر بھاری اثر پڑا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہماری دنیا بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے اسی لئے جب بھوکے لوگوں

کے گینگ نے مالدار ممالک جن کی اصل طاقت بینکس ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ایسی صورتِ حال میں کوئی بھی بات ممکن ہوسکتی ہے، جیسے کہ ملک عراق نے WMD کے نقطہ کو بنیاد بنا کر ہنگامہ کھڑا کردیا جس کی بناء پر لاکھوں عراقی بشمول خواتین اور بچے ہلاک ہوئے اور اب بھی ہلاک کئے جارہے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ بھوک بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے یہ کرۂ ارض کا بڑا المیہ ہے اور ان نقصانات سے امیر ہو یا غریب ان کی طرزِ زندگی کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

یہ معلوم ہوا کہ ایک انفرادی جو کہ آگے بڑھنے کے لئے اس مشن میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے تو وہ ڈیزائنر ہے کیونکہ اس کے پاس تمام تر قوت ہوتی ہے کہ نبرد آزما ہوسکے لہٰذا ان کو آگے قدم بڑھانا چاہئے تاکہ وہ زندگی کے طریقوں میں ترمیم کرسکیں مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ذہن میں مثبت سوچ رکھی جائے کیونکہ منفی سوچ آگے کامیابی کے دروازے پر دستک نہیں دے سکتی اور نہ ہی لوگوں کو بیدار کرسکتی ہے۔

اس گفتگو میں جہاں تک ڈیزائن کا تعلق ہے تو

اس کی بے حد اہمیت ہے کہ ایک مکمل ڈیزائن کو متعارف کرایا جائے اور ڈیزائنر برادری بھی اس میں شریک رہے تا کہ مناسب طریقہ سے اس راستے پر کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں۔ مسئلہ کو حل کرنے کے حوالہ سے اگر آپ کسی منیجر سے اس کے کام کی نوعیت کے بارے میں پوچھیں تو وہ یہی کہے گا کہ وہ تو سارادن مسئلے حل کرتا رہتا ہے۔

لہٰذا جب ایک شہری پلانر اپنے ڈرائنگ کے بورڈ پر ایک ٹاؤن کو بناتا ہے اور ایک انجینئر اس کی ساخت کے حوالہ سے بلڈنگز کی پائیداری کو یقینی بنانے پر عمل کرتا ہے، جبکہ الیکٹریکل انجینئر بجلی کے سرکٹس وغیرہ اور اسی طرح سول انجینئرز، آرکیٹکٹس داخلی ڈیزائنر وغیرہ اپنی اپنی فیلڈ کی مناسبت سے اس ڈیزائن کے لئے کام کرتے ہیں ایک سوئی سے لے کر اسکائی اسکریپر تک EPS کے ہزاروں کام کرتے ہیں اور یہ تمام کام یقینی طور پر تربیت یافتہ اور پیشہ ورانہ افراد کرتے ہیں۔

یہ بھی حقیقت پر مبنی ہے اور ڈی ایس آر کا مطلب چند ایسی چیزیں تشکیل دی جائیں جیسا کہ متعارف کرایا گیا ہے سب سے پہلے یہ کہ یہ بنیادی تعلیم اور ڈیزائن کے فلسفہ کا حصہ ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ اس پر عمل کر کے بالآخر اسے فلاحی کام کے طور پر پیش کیا گیا ہے یعنی اوّل یہ کہ یہ بطور ڈیزائن کا بنیادی فلسفہ ہے اور ڈی ایس آر جو کہ ڈیزائن کی تعلیم سے مطابقت رکھتا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے ضروری ہے کہ ڈیزائن کوالٹی کے طور پر لیا جائے۔ بدقسمتی سے اسکولوں اور پیشہ ورانہ ڈیزائن کے اداروں نے اسے نظرانداز کردیا۔

اس حوالہ سے یہ بھی تحریر کرنا ہے کہ ڈی ایس آر کے اہم جز کے مطابق جب اسے سوشل سروس کے طور پر دیکھا جائے جیسے کہ ”متذکرہ اسکیم دراصل یہ لفظ میڈیول چرچ سے لیا گیا ہے جس کا مطلب کسی کو کچھ ادا کیا اور اس کے حوالہ سے جو تناسب تھا اسے مسترد کردیا گیا اور غریبوں کی مدد کے لئے زمیندار اپنی فصل دس فیصد اور سرمایہ دار سال کے آخر میں اپنی آمدنی کا دس فیصد ادا کرے گا اسے پہلی بار وکٹر پاپانک نے ۱۹۷۲ء میں اپنی کتاب لینڈمارک ’’ڈیزائن برائے حقیقی دنیا‘‘ میں تحریر کیا۔

یہ بھی بتایا گیا کہ بطور ڈیزائنر ہم اس مد میں کوئی بھی رقم ادا نہیں کرسکتے اور بطور ڈیزائنر ہم فصل کا

دس فیصد ادا کرسکتے ہیں اور انسانی ضروریات کی مد میں پچھتر فیصد، لیکن ہم میں سے اکثر اس پر عمل نہیں کرتے۔ میرے خیال میں کامیاب ڈیزائنر لوگوں کی ضروریات کے لئے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دے سکتے ہیں۔

اس فیلڈ میں کئی کامیاب ڈیزائنرز ہیں جس کی فہرست بڑی طویل ہے جن میں یاسمین لاری جو کہ ملک کی پہلی خاتون ماہرِ تعمیرات ہیں جنہوں نے اس فیلڈ میں باقاعدگی سے کام کیا۔ ’اے ایس اے‘ جو کہ ایک مشہور و معروف تعمیراتی فرم ہے جسے شاہد عبداللہ اور ارشد عبداللہ (مرحوم) چلارہے ہیں جن کے سوسائٹی میں کئی معروف پروجیکٹس ہیں۔ سٹیزن فاؤنڈیشن کے نام سے کئی سو اسکولوں کی ڈیزائننگ کی اور پورے ملک میں اعلیٰ تعلیم غریبوں کے حوالے سے فراہم کی۔ ماہرِ تعمیرات میاں بیوی پرویز اور ساجدہ وِندل جن کا کام لاہور میں ہے اور انہوں نے دیہی برادری کو قوت بخشی۔ انڈس ارتھ جو کراچی کی ایک این جی او ہے جس کا انتظام آرکیٹیکٹ شاہد خان نے کیا اور عارف حسن جو کہ ایک عالمی شہرت یافتہ آرکیٹیکٹ ہیں جنہوں نے اس فیلڈ میں تحقیق و مطالعہ کیا۔

ڈیزائنر برادری جو کہ روایتی طور پر قائم انڈسٹری میں کیٹرنگ کے لئے مشہور ہیں جن کے ذہن نے سوسائٹی کے تمام حصوں کے پُرامن مستقبل کو محفوظ بنایا۔

شہری تجاوزات اور دیگر امور

دانش آزر زوبی۔ بانی ممبر 'شہری'

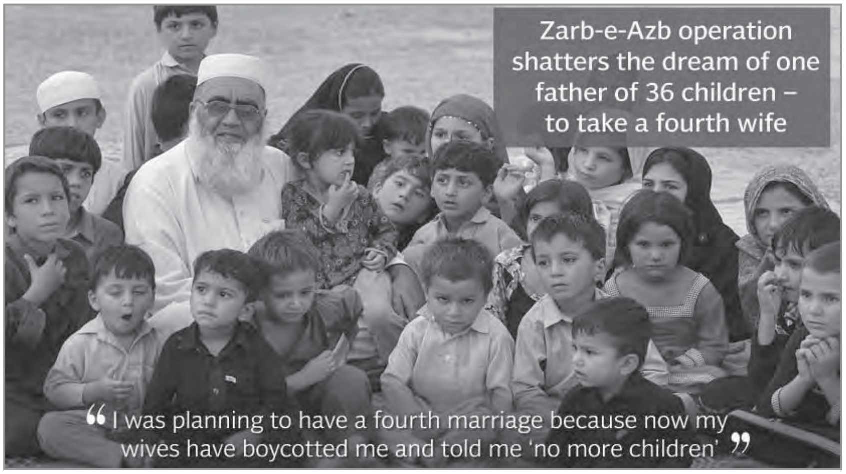

میں اعتراف کرتا ہوں، میں مفت کھانا فراہم کرنے کی غلطی پر معافی کا خواستگار ہوں۔ 'کراچی میں تجاوزات کے امور' کے موضوع پر ایک این جی او 'شہری' نے مقامی فائیو اسٹار ہوٹل میں سیمینار کا انعقاد کیا۔ میں پانی کی بوتل کی لابی کا سرپرست تھا جو آزادانہ طور پر دستیاب تھا، جو کہ اس ملک میں حد سے زیادہ ایئر کنڈیشننگ، لائٹنگ اور توانائی کے بحران کے حوالہ سے بے حد اہم تھا۔ آج ہر کوئی آسانی سے ان درختوں کی تعداد کا حساب لگا سکتا ہے جنہیں صرف اس وجہ سے قربان کیا گیا تا کہ پیپر نیپکین فراہم کرسکیں جو کہ ہر میز پر دستیاب تھا۔ میں جب بڑی تصویر کی طرف دیکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ ہم سب کسی نہ کسی طرح اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے ان چھوٹے موٹے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

لیکن اس سیمینار نے وہ اہمیت اختیار کی جو کہ اس حوالہ سے پہلا تجربہ تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے نتائج کو یکسر بھول گئے۔ ان تمام امور کے باوجود 'شہری' خراجِ تحسین کی مستحق ہے کہ انہوں نے انسانی حقوق اور ماحولیاتی امور کے معاملات کو فوقیت دی اور جب میں سیمینار سے فارغ ہوا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں نے اس موضوع سے متعلق کافی معلومات حاصل کی اس کی منطق بہت سادہ ہے۔ ہمارے درمیان بے حد اہمیت کے حامل افراد بھی تھے جنہوں نے اپنی پراپرٹیز کے اردگرد موجود زمینوں پر تجاوزات قائم کی اور روڈ کو بالکل بلاک اور بند کردیا۔ کیا یہاں پر تجاوزات کے قانون پر بحث کرنے کی ضرورت ہے؟ ہمیں اس کراچی شہر میں بے حد اہم ذمہ داریاں حاصل ہیں جسے کوئی بھی چیلنج نہیں کرسکتا۔

اسی طرح سے بلاول ہاؤس کے مالکان نے پہلے ہی پی ٹی آئی کے دھرنے کے مقابلہ میں تجاوزات قائم کر رکھی تھی اور بلاول ہاؤس کے سامنے مین روڈ کا آدھا حصہ پبلک کے استعمال کے لئے کھولا گیا۔ میرے خیال میں اگر یہ مستعدی کے نتیجہ پر تھا تو مین روڈ کا بقیہ حصہ سوفٹ روڈ کو بھی بحال کردینا چاہیئے۔ مجھے شک ہے کہ اگر اس ملک میں کسی نے بھی یا کسی بھی ادارے نے اس غیر قانونی تجاوزات کو ہٹایا تو اس پر قانون نافذ ہوجائے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ یہاں پر کئی ایسی وجوہات ہیں جن کے ہم خود ذمہ دار ہیں لیکن ہم نے اسے اپنی زندگی کا حصہ تصور کرلیا ہے اور اس طرح کے واقعات آئے دن ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ اگرچہ وہاں کئی عوامل ہمارے گرداب کے لیے تمام شعبوں بشمول ماحول اور اس سے منسلک برائیوں کے ذمہ دار ہیں۔ میں یہاں ایک ذکر کرنا چاہوں گا کہ قانون کی حکمرانی کی عدم موجودگی میں ہم نے اسے حقیقت کے طور پر قبول کرلیا ہے۔ ماخوذ ہے کہ قانون خوبصورت عورت کی طرح ہے۔ میرا کہنا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ہر دن مسلسل ہراساں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک آئینی عمل ہے اور سگنل کی خلاف ورزیاں اور دیگر امور جن کا تعلق ماحولیات سے ہے۔ آج کے دور میں اس ''لیڈی لاء'' کی اعلیٰ مقامات پر اجتماعی زیادتی کی گئی تو پھر کیا ہم اس کی شکایت اپنے اردگرد کے لوگوں سے کرسکتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ قانون پر عمل نہ کرنے کا اثر شدید ہوسکتا ہے۔ ہم اس بات کو مزید دہرانا چاہتے ہیں کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ روزانہ قانون شکنی کے کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں اور اسی طرح سے قانون بنتے ہیں اور ٹوٹتے رہتے۔ اب ہم انہی لوگوں میں شامل ہیں جو کہ قانون کو مانتے تو ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اور اپنی مرضی سے خود ہی قانون شکنی کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کا مشکور ہوں جو کہ اس وقت طاقت رکھتے ہیں اور وی آئی پی میں شامل ہیں۔ یہ لوگ کرپشن کے اس گیم میں شامل ہیں اور غلط کام کر رہے ہیں۔ ہر چیز کا اثر سیاسی ماحول میں نہیں لینا چاہیئے بلکہ جوڈیشل سسٹم بھی اسی زہر کی وجہ سے متاثر ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور تھیوری یہ ہے کہ ہمارے پاس ادارے ہیں اور قانون شکنوں کو ہم ہی قانون بنانے والوں کی سیٹوں پر منتخب کرتے ہیں پھر وہ پارلیمنٹ میں جاتے ہیں لیکن ہم ان کے ہاتھوں مجبور ہیں۔

دوسری اہم بات جو کہ ہمارے اس خوبصورت ملک کو نقصان پہنچا رہی ہے وہ ہے آبادی میں اضافہ۔ اس لئے کہ یہاں پر کسی بھی طرح سے آنے جانے پر کوئی پوچھ گچھ یا تصدیق نہیں کی جاتی ہے اسی وجہ سے شہر بہ شہر لوگوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، نوکریوں میں کمی ہورہی ہے اور اس میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ یہ ایسا وقت ہے کہ جس میں ان تمام حالات کو مدنظر رکھ کر اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ہمارے شہر یا ہمارے ملک میں کسی بھی قسم کی کوئی ایسی روایت نہیں ہے کہ جس پر مکمل طور پر عملدرآمد ہورہا ہو۔ پچھلے ٦٦ سالوں سے تقریباً ١٧٠ ملین لوگ ملازمت کی عدم فراہمی، بھوک اور افلاس کا شکار ہیں۔ اس کی اہم وجہ پلاننگ کی کمی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس چیز کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کتنے ہزار لوگ ہر ہفتے کراچی آتے ہیں ان کو روکنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ملکی اقتصادی حالت پر بھی اس کا زبردست اثر پڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک میں کرپشن کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی سمت کو صحیح کرنا ہوگا۔

کوئی بھی شخص 'ایک بچے' کی پالیسی، اور لاقانونیت کے موضوع پر دیگر سیمینار میں اپنے خیالات کا اظہار کرسکتا ہے۔

سی پی ایل سی چارجڈ پارکنگ

سندس رشید

یہاں پر دو قسم کے شہری ہیں ایک وہ جو ٹیکس ادا کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے ہیں۔ ٹیکسیشن ریونیو کس طرح ہمارے ملک کے انفرااسٹرکچر کو اور عوامی کام کو مکمل کر سکتے ہیں اور یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ ایسے عوامی کام جن کے تحت ٹیکس کی وصولی کا عمل ناکارہ ہے۔ اور یہی حالت تھرڈ پارٹی ٹیکس کی ہے۔ اس کے علاوہ کراچی کے تجارتی ایریا میں چارجڈ پارکنگ بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔

اس معاملے پر 'شہری' کی معلومات کی آزادی کی مہم کے تحت کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن سے درخواست کی گئی کہ چارجڈ پارکنگ کے بائی لاز کو مرتب کیا جائے۔ اس دوران یہ معلوم ہوا کہ کے ایم سی نے زیب النساء اسٹریٹ اور عبداللہ ہارون روڈ کا چارجڈ پارکنگ کا قبضہ سٹیزن پولیس لائزن کمیٹی (سی پی ایل سی) کو دے دیا ہے۔ چارجڈ پارکنگ کے توسط سے حاصل ہونے والی آمدنی لوکل ٹیکس کے زمرے میں آتی ہے اور اسے صرف انہی کے اکاؤنٹ میں ڈپازٹ کیا جا سکتا ہے اور یہ ریونیو غیر سٹی گورنمنٹ یعنی تھرڈ پارٹی کو نہیں دیا جا سکتا۔ اس کیس میں سی پی ایل سی نے یہ بتایا ہے کہ ایک معاہدہ کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن (کے ایم سی) اور سٹیزن پولیس لائزن کمیٹی (سی پی ایل سی) کے درمیان دستخط ہوا ہے جس میں یہ واضح ہے کہ چارجڈ پارکنگ پروجیکٹس سے حاصل ہونے والے ریونیو کو سی پی ایل سی میں کریڈٹ کیا جائے گا۔ چارجڈ پارکنگ کی پرنٹنگ کے اخراجات سٹی گورنمنٹ برداشت کرے گی اور اس کی آمدنی تھرڈ پارٹی کے اکاؤنٹ میں جمع کی جائے گی۔

جبکہ کے ایم سی پہلے ہی اپنے فرائض سرانجام دینے سے قاصر ہے کیونکہ یہ ریونیو میں اضافی خسارہ ہے۔ اس حوالے سے نہ صرف یہ معاہدہ غیر قانونی ہے بلکہ کے ایم سی کے لئے مالیاتی خسارہ بھی ہے۔ ایک جانب کے ایم سی اپنے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی سے منحرف ہے جس کی وجہ یہ بتا رہی ہے کہ ریونیو کی وصولی کم ہے۔ جبکہ دوسری جانب اپنی حاصل ہونے والی آمدنی کو دوسروں کے حوالے کر رہی ہے۔

ہم 'شہری' کے پلیٹ فارم سے کراچی کے شہریوں کو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ اور پبلک ورکس آرگنائزیشن میں اپنا مؤثر کردار ادا کرے کیونکہ کراچی کے شہری ہی اس سے زیادہ متاثر ہیں۔ آپ اپنے خدشات کے اظہار کے لیے جناب رؤف اختر فاروقی ایڈمنسٹریٹر کے ایم سی اور جناب رضا عباس رضوی ڈائریکٹر چارجڈ پارکنگ کو خط لکھ سکتے ہیں۔

آپ اس کیس میں مزید معلومات کیلئے ہم سے info@shehri.org پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

شہری سرگرمیاں: تعمیری صلاحیت پر ورکشاپ ’آپ کے جاننے کا حق‘

منعقدہ ۲۲ فروری ۲۰۱۴ء، مووِن پک ہوٹل، کراچی

شہری رپورٹ

چیئرپرسن شہری۔ برائے بہتر ماحول

مقاصد

- آرٹیکل A-19 کے بارے میں شعور اور آگاہی پیدا کرنا ’آپ کے جاننے کا حق‘ RTI
- موجودہ نظام میں تبدیلی لانے کے لیے اس قانون کو مہارت سے استعمال کرنا۔
- اقدار کو اجاگر کرنا اور قانون کی اہمیت۔
- ایک منصوبہ مرتب کرنا: سول سوسائٹی کی تنظیموں/شہریوں اور میڈیا کی مدد سے قانون کو مضبوط بنانا۔

جاننے کا حق جو کہ اٹھارویں ترمیم میں ایک آئینی حق قرار دیا گیا ہے۔ صاف شفاف حکمرانی اور شہریوں کی طاقت کے حوالے سے آرٹیکل 19-A متعارف کرایا گیا ہے۔ فیڈرل فریڈم آف انفارمیشن آرڈی نینس جو کہ ۲۰۰۲ء میں جاری کیا گیا تھا اور ۲۰۰۴ء میں اس کے قوانین جاری کئے گئے تھے اور سندھ فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ ۲۰۰۶ کا بھی اجراء کیا گیا تھا لیکن اس میں اسٹیک ہولڈرز شامل نہیں تھے۔ اسی لئے آج تک FOI قوانین پر مکمل طور پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس بارے میں نہ تو انفارمیشن آفیسرز اپنے کردار اور ذمہ داریوں سے متعلق آگاہ ہیں اور نہ ہی شہریوں کو اپنے حقوق کا علم ہے۔ تاکہ معلومات کے حوالے سے وہ اپنا کام کرسکیں۔

شہری۔سی بی ای جس کے تحت ’جاننے کے حق‘ کے موضوع پر ایک ورکشاپ اور ٹریننگ ایکسرسائز کا انعقاد بروز ہفتہ ۲۲ فروری ۲۰۱۴ء کو مووِن پک ہوٹل میں کیا گیا جس میں مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ یونائیٹڈ نیشن (UN) کی گائیڈلائن سے متعلق فریڈم آف انفارمیشن (FOI) کو مزید تقویت دی جائے اور یہ کہ FOI کے قوانین میں اصلاح سے ملک میں تمام انتظامی امور میں اصلاح ہوجائے گی۔

مسز امبر علی بھائی، جنرل سیکریٹری ’شہری‘ نے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور ورکشاپ کے

اغراض و مقاصد سے متعارف کروایا۔ انہوں نے 'شہری۔سی بی ای' کے مؤثر کردار پر بھی روشنی ڈالی کہ 'شہری' کس طرح حکومت کی طرف سے شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ اور اس کے حصول میں مؤثر کردار ادا کرنے اور اچھی اور شفاف حکمرانی فراہم کرنے کے لیے کوششیں کر رہی ہے جو کہ ہمارے ملک کے آئین میں شامل ہے۔

ڈاکٹر سیّد رضا علی گردیزی، 'شہری' نے آئین پاکستان کے آرٹیکل 19-A کی خاص باتوں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے FOI کے قوانین سے متعلق بات چیت کی کہ اسٹیٹ اور ان کے ماتحت نیشنل اور صوبائی سطح پر قوانین کو جاری کیا جائے۔ انہوں نے یہ وضاحت کی کہ آرڈیننس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے اور معلومات میں شراکت اختیار کی جائے کہ کس قسم کی معلومات حاصل ہونی چاہئیں اور کس قسم کی معلومات کو واضح کرنے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سمیر ڈوڈھی، 'شہری' آرگنائزیشن کے چیئرپرسن نے کہا کہ انفارمیشن جو کہ جمہوریت کا آکسیجن ہے اور جاننے کا حق بنیادی حق سے مطابقت رکھتا ہے۔ آزادی کے حوالے سے تمام امور میں یونائیٹڈ نیشن سرفہرست ہے جس کے تحت محاسبہ اور پبلک باڈیز کے عمل میں شفافیت کو یقینی بناتا ہے اور لوگوں کو یہ قوت دیتا ہے کہ وہ حکومت کی مختلف سطحوں پر فیصلوں میں معنی خیز شرکت کر سکیں۔ RTI کا تصور کوئی نیا نہیں ہے اس سے پہلے بھی عالمی سطح پر اسے قبول کیا گیا ہے اور انسانی حقوق کے حوالے سے اس کی تصدیق بھی کی جا چکی ہے۔ اور اس بارے میں معاشرتی اور فلاحی ذریعوں سے کوششیں جاری ہیں۔

شرکاء نے کہا کہ آرٹیکل 19-A کا نفاذ ضروری تھا تا کہ حکومت کے نظام میں شفافیت لائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے موثر فنکشن کا انحصار شہریوں کی شرکت سے ہے۔

شہری سرگرمیاں: مشاورتی ورکشاپ

بابت ساحلی انتظامیہ: اصلاحات کا تصور۔۲۴مئی ۲۰۱۴ء

شہری رپورٹ

شہری سٹیزن برائے بہتر ماحول اور فریڈرک نومان نے مشترکہ طور پر ساحلی انتظامیہ کے ریفارم کے ویژن کے تحت ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس سلسلے میں مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ ذرائع پر عمل کیا جائے اور قرارداد کی میکینیزم کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے تاکہ مفادات متاثر نہ ہوں۔ اس کے علاوہ اس کے جو نتائج حاصل ہوں اسے حقیقی ذرائع کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے۔

اس سلسلے میں تاریخ کو تلاش کرنے کے لئے سابقہ سندھ فوریسٹ سیکریٹری اور سندھ کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (SCDA) کے کنسلٹنٹ جناب شمس الحق میمن نے کہا کہ اس سلسلے میں کئی بار کوششیں کی گئیں تاکہ کچھ حکمت عملی تشکیل دی جائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

انہوں نے کہا کہ کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پہلا پلان مرتب کیا اور ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک کے لئے کراچی کوسٹل ریکریشن ڈویلپمنٹ پلان بنایا گیا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

دوسرا پلان جو کہ پاکستان کے لئے کوسٹل ماحولیاتی انتظامی پلان کے نام سے تھا جسے یونائیٹڈ نیشن اکانومک و سوشل کمیشن برائے ایشیاء اسپیسفک نے مشترکہ طور پر مرتب کیا تھا۔ یہ پاکستان میں ۱۹۹۶ء میں کیا گیا تھا لیکن اس پر بھی ابھی تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

انہوں نے کہا کہ تیسرا پلان کوسٹل زون مینجمنٹ مرتب کیا گیا ہے جسے سندھ فوریسٹ ڈپارٹمنٹ اور انٹرنیشنل یونین برائے نیچر نے تصدیق کی مگر اسے بھی استعمال نہیں کیا گیا۔

اس وقت SCDA نے پانچ سالہ کوسٹل ڈویلپمنٹ پلان اور بیس سالہ متوقع پلان مرتب کیا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ اس سلسلے میں ان کو بڑے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا جیسا کہ:

الف: حقیقی ذرائع کا اختتام اور ازسرنو تعمیر۔

ب: ساحلی زمینوں کی تبدیلی۔ میگا ٹاؤن شپ ڈویلپمنٹ اور تجاوزات۔

پ: شہری اور صنعتی نشوونما، آلودگی میں اضافہ، ماحولیاتی تشخیص کا استعمال ناممکن رہا اس کے علاوہ ماحول کی تبدیلی سمندری سطح کا

بڑھنا، اور دیگر وجوہات شامل ہیں۔

کوسٹل مینجمنٹ کو اس سلسلے میں کچھ مشکلات پیش آئیں، اس کے علاوہ مدِ مقابل ایجنسیز کا سامنا، ساحلی علاقوں کے لئے قانون کی عدم دستیابی، بصارت اور حکمتِ عملی کی عدم موجودگی یا پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ اور مناسب پروگریس کی عدم موجودگی میں جو کہ ICM پلاننگ برائے عملدرآمد اور کوسٹل زون کو مناسب طریقے سے مرتب نہیں کیا گیا۔

اس تفصیل پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کوسٹل ایریا کے نگرانی کے عمل میں عدم توجہی، اس کے علاوہ قابلِ اعتماد اور مکمل ڈیٹا بھی دستیاب نہیں تھا اور جب ڈویلپمنٹ پلاننگ کا کام کیا گیا تو ساحلی ذرائع کی حقیقی ویلیو کی تصدیق نہیں کی گئی۔

انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ساحلی علاقے کافی اہمیت کے حامل ہیں اور سیاحت کے مواقع بھی حاصل ہیں۔ اس بارے میں انہوں نے انتظامیہ پر زور دیا کہ وہ ساحلی علاقوں کے تحفظ کے لئے ضروری اقدامات کریں۔

شہری کے فرحان انور نے کہا کہ ڈیٹا کی عدم دستیابی تحقیق اور مناسب طریقے سے دستاویزات نہ ہونے کی وجہ سے ساحلی زون کی انتظامیہ سے رابطہ مشکل ہوگیا۔ انہوں نے ایک اور وجہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ساحلی زمین کی انتظامیہ جو کہ مختلف ایجنسیز اور اداروں پر مشتمل ہے جس میں وفاقی صوبائی اور لوکل اتھارٹی شامل ہیں لیکن غیر مؤثر ادارتی اور قانونی تعاون اور فیصلہ کرنے والے کی کمی ہے۔

امبر علی بھائی، ڈاکٹر سونو خنجرانی، شہریار احمد، پرویز صادق، ڈاکٹر رضا علی گردیزی، رضا شاہ اور دیگر بہت سے افراد بھی اس گفتگو میں شریک رہے۔

شہری سرگرمیاں: مشاورتی ورکشاپ

کراچی میں تجاوزات کا مسئلہ: جمعرات ۱۷ جولائی ۲۰۱۴ء

شہری رپورٹ

سیاسی فریقین، کراچی سٹی گورنمنٹ، پولیس، زمین مالکان کی ایجنسیز، ٹریڈرز اور دوکاندار، تجاوزات کے قصوروار ہیں اور ان کو شہر سے خارج کرنے کا کوئی موقع نہیں جب تک یہاں کے رہائشی حفاظت اور ترقی کے بارے میں آگاہ نہیں ہوجاتے

مضمون:

کراچی ۱۸ ملین آبادی کا شہر ہے جو کہ پاکستان کا معاشی حب بھی ہے اور یہ ۳۶۰۰ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے جہاں پر طبعی طور پر زمینیں اور اطراف کے دیگر عوامل شامل ہیں۔ کراچی جو کہ پاکستان کا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے لہٰذا تمام تر مثبت شناخت اس میں شامل ہیں لیکن خراب انتظام کی وجہ سے جس میں عدم پلاننگ اور قانون پر عمل نہ کرنا شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آلودگی کے خطرات بھی شامل ہیں اور حقیقی ماحول اور آلودگی کا برابر برابر خطرہ موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پاکستان کا نمبر ایک معاشی حب ہے اور یہاں پر موجود زمینیں جو کہ بڑی تعداد میں ہیں اسے عوام کے مفادات کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے۔ کچھ منتخب کردہ سوسائٹی کی زمین استعمال کی جاتی ہیں۔ مختلف ٹریفک عوامل کے لئے فیصلے کئے جاتے ہیں جو کہ شہر کے اندر واقع ہیں اور سابقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی (سی ڈی جی کے)، زمین کے استعمال کی تبدیلی اور ماسٹر پلاننگ بائی لاز ۲۰۰۳ء جو کہ ۱۲ فروری ۲۰۰۴ء میں جاری کیا گیا اور شہری حوالہ سے کوششیں مناسب ماحولیات کی عدم موجودگی کی وجہ سے متواتر نہیں رہ سکیں۔ اور عوامی مقامات پر تجاوزات یعنی سڑکوں پر تجاوزات، سڑکوں پر پارکنگ، پارک اور میدانوں کو تبدیل کرنا شامل ہیں۔

پروجیکٹ:

مشاورتی ورکشاپ جس کا انعقاد شہری۔ برائے بہتر ماحول نے کیا تھا اس کا مقصد شہری تجاوزات پر روشنی ڈالنا ہے اور یہ کہ اس کے کراچی میں تمام

لوگوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔آیا کہ یہ ان کے قریب ہے، ان کی مارکیٹوں یا ان کی فٹ پاتھ پر قائم ہے۔

شہری کی امبر علی بھائی نے سرکاری زمین ، پبلک روڈز، گلیوں اور فٹ پاتھوں پر تجاوزات کے بارے میں مثالیں پیش کیں۔ جوکہ پولیس اور سیاسی فریقین کی پشت پناہی کی بناء پر بدقسمتی سے حکومتی پالیسی حکومت کے اپنے مفاد میں بھی نہیں ہے ۔انہوں نے کہا کہ یہاں پر دو طریقے سے زمینیں متاثر ہوتی ہیں۔ ایک تو تجاوزات کے ذریعے سے جس کے ذریعے لوگ ریونیو اتھارٹیز پر قبضہ کرلیتے ہیں اور پرائیویٹ کاروبار شروع کردیتے ہیں۔ اور مزید یہ کہ ریونیو ڈپارٹمنٹ کو خسارہ پہنچتا ہے۔ جیسا کہ روڈز، پارکس، میدان، فٹ پاتھ، واٹرکورسز، نالہ وغیرہ شامل ہیں۔

بدقسمتی سے میڈیا اس وقت توجہ دلاتا ہے جب تجاوزات ہٹانے والی ٹیمیں ان زمینوں پر تجاوزات کو ہٹانے کے لئے پہنچتی ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہ ایک کرمنل عمل ہے اسے روکا جانا چاہئے۔

فرحان انور نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ شہر کی آبادی میں مختلف مراحل میں کس طرح اضافہ ہوا ہے۔لیکن پلاننگ کے میکنزم کے اس عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اسی وجہ سے شہری پلاننگ ناکام ہوچکی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ سیاسی مینڈیٹ کی عدم توجہی اور دیگر اسباب شامل ہیں۔ سروے کے دوران یہ معلوم ہوا کہ شہر میں ۸۶ فیصد افراد تجاوزات نہیں چاہتے ہیں یا اپنے ایریا میں تجارتی مراکز نہیں چاہتے ہیں لیکن وہ ازخود کارروائی نہیں کرسکتے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور ایسے تجاوزات کے حوالے سے حکومت کوئی کاروائی نہیں کرے گی۔ انہوں نے بتایا کہ مضبوط سٹی گورنمنٹ کی عدم موجودگی میں کراچی کو کثیر المقصد ایڈہاک کی بنیاد پر چلایا جارہا ہے اور اس شہر میں میکنزم کی کمی ہے جس کی وجہ سے اثر پڑ رہا ہے۔ پچھلے دنوں جناح ایئرپورٹ پر حملے کے دوران فائر ایمرجنسی کا معاملہ ہوا تھا۔

'شہری۔ برائے بہتر ماحول' کے ڈاکٹر سیّد رضا علی گردیزی نے تجارتی پالیسی ۲۰۰۳ء کے متعلق بات چیت کی جس کے تحت شہر کی ۲۵ بڑی سڑکوں کو کمرشل کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا سندھ لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس ۲۰۱۳ء کے مطابق فٹ پاتھ اور پبلک کی جگہوں کو پبلک کے استعمال میں کسی رکاوٹ کے بغیر مرتب کیا جائے ۔لیکن بدقسمتی سے سرکاری ادارے، قانون نافذ کرنے والی ایجنسیز، ٹریفک پولیس، کے ایم سی، ڈی ایچ اے اور کے پی ٹی اپنی ذمہ داریوں کو پوری نہیں کررہے ہیں۔

اربن ریسورسز سینٹر کے زاہد فاروق، ڈاکٹر عارف علوی (ایم این اے)، حفیظ الدین ایڈوکیٹ (ایم پی اے)، مظہر خان (کے ایم سی ڈائریکٹر برائے اینٹی انکروچمنٹ)، صغیر جعفری (ٹریفک ڈی ایس پی)، نے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا کہ برطانوی راج نے اینٹی انکروچمنٹ ایکٹ پر عمل درآمد کرایا تھا لیکن اب ناکارہ ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس میں ترمیم کرے اگر وہ پولیس کو مؤثر کردار میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

شہری سرگرمیوں کی تصویری جھلکیاں

مینگروز (تمر کے پودے)

قومی کارروائی اور حکمتِ عملی کی منصوبہ بندی

شہری رپورٹ

مستقبل کے لئے مینگروز (تمر کے پودوں) کا پروگرام جس کا مقصد ساحلی علاقوں کو تقویت دینا ہے اس کے علاوہ ساحلی علاقوں میں سہولت فراہم کرنے کے لئے سرمایہ کاری کے فیصلے میں شرکت کرنا ایک ملک کے لئے جیسا کہ پاکستان ہے اس میں MFF کا اجراء ہونا چاہئے اور شرکت کرنے والوں کو مثبت مواقع ملنا چاہئیں۔ قومی مسائل اور اسٹیک ہولڈرز کے ذرائع پر عملدرآمد بھی نیشنل کوسٹل مینجمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان میں اس وقت نشو ونما کی کمی ہے۔ اس حوالے سے کوسٹل مینجمنٹ مؤثر کام کے ذریعے اس پر عملدرآمد کرواسکتی ہے اس کے علاوہ مزید پروگریس کے لئے نیشنل ICM رجیم برائے پاکستان تعمیر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس حوالے سے عمل درآمد کا میکنیزم جس میں کافی فاصلہ ہے لہٰذا اس پروگریس کے حوالے سے اسے ممکن بنایا جاسکے۔ نیشنل کوآرڈی نیشن باڈی نے موجودہ قومی کارروائی اور حکمتِ عملی کی منصوبہ بندی کی تشخیص کے لئے منتخب کیا ہے تاکہ اس پر ممکنہ طور پر عملدرآمد ہوسکے اور ان پروجیکٹس پر عملدرآمد ہونے سے مزید تقویت حاصل ہوگی۔ اس بارے میں گفت وشنید کی گئی اور اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ میٹنگ کا انعقاد کیا گیا اور نیشنل پروگریس بابت ٹارگیٹ پر بات چیت کی گئی اور فریقین کی کنونشن ۔۱۱ (COP) حیدرآباد میں، انڈیا (۲۰۱۱ء) کے ساتھ متفق ہوئے۔ اس کے علاوہ کارروائی کے لئے فریم ورک بھی مرتب کیا گیا اور ماحول کی تبدیلی کے حوالے سے حکمتِ عملی اور اقدامات کا بھی جائزہ لیا۔

پاکستان کے مرتبہ کوسٹل سسٹم کی تشخیص کے لئے اور اس سے متعلق چیلنجز کو واضح طور پر دکھانے کے لئے اس پر عملدرآمد کروایا گیا اور ساتھ ساتھ اس کی

پلاننگ کی گئی۔طبعی ماحولیاتی اور اخلاقی طور پر ICM پراسس پر بھی غور کیا گیا۔اس کے علاوہ اس سے متعلقہ امور اور معاملات پر بھی بات چیت کی گئی۔

ایگزیکٹیو سمری کے چھ منظور کردہ روڈ میپ کے مارکرز۔

ایک 'کراس اشارہ' جو کہ ICM ایکشن پلان اور PoWs MFF کے درمیان قائم کیا گیا ہے جو کہ NCB مینڈیٹ کی تعریف بیان کرتا ہے۔

ICM پلان کے لئے شروعات اس کے فریم ورک سے کی گئی ہے جس کے ذریعے کثیر المنز ل سیکٹر اور ایجنسی کے تعاون سے سہولیات درکار ہیں، MFF اور NCB جو کہ دونوں فورم میں تقویت فراہم کرتا ہے اور اس فاصلے کو کم کرنے کے لئے تعاون کرتا ہے۔لہٰذا یہ سفارش کی جاتی ہے کہ NCB ،MFF چارٹ کے حوالے سے یہ اجازت دی جائے تا کہ ان دونوں فورم کو تقویت مل سکے۔اس کے علاوہ میڈیم طرز کے پروجیکٹس اور اس کے استعمال کے بارے میں NCB پلیٹ فارم کو مزید تقویت دی جائے اور پالیسیاں اور حکمتِ عملی مرتب کی جائیں۔ NCB خصوصی طور پر PoW میں درج ایریا کے بارے میں بھی فہرست فراہم کردی گئی ہے۔لہٰذا ان تمام عمل کو یقینی بنانے کے لئے باہمی مشاورت ضروری ہے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو اہداف دیئے گئے ہوں اسے ہر صورت مکمل کیا جانا چاہئے۔ جہاں تک فریم ورک کا تعلق ہے تو نیشنل

مستقبل کے لئے مینگروز (تمر کے پودوں) سے متعلق پروگرام:

- ایک شراکت داری جس کے تحت ساحلی علاقوں میں سرمایہ کاری کو تقویت دی جا سکے اور ترقی کو سپورٹ حاصل ہو۔
- کئی ممالک،سیکٹرز اور ایجنسیز کیلئے منسلکہ پلیٹ فارم فراہم کرنا اور ساحلی علاقوں کے بارے میں چیلنجز کا مقابلہ کرنا اور مشترکہ ترقی کے حوالے سے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اور ساحلی علاقے کی انتظامیہ سے رابطہ کرنا۔
- ریجنل تعاون،نیشنل پروگرام سپورٹ، پرائیویٹ سیکٹر اور کمیونٹی کے حوالے سے معنی خیز نتائج حاصل کرنا۔
- متعلقہ کارروائی کرنا اور زیادہ موثر طریقہ سے اداروں اور برادریوں کی طاقت اور ساحلی انتظامات کا جائزہ لینا۔

مقاصد۔
نیشنل ICM رجیم کے قیام کی سہولت:

- کثیر المقاصد سیکٹر اور کوآرڈینیشن۔
- کثیر المقاصد اسٹیک ہولڈرز اور پارٹنرز کے ساتھ روابط۔
- ماحولیاتی سرمایہ کاری کی ترویج۔
- پلاننگ اور مینجمنٹ میں لوکل طور پر ترقی۔
- سمندری استعمال کے فون اور ایریا کے انتظام سے متعلق درخواست کرنا۔
- طوفان اور سیلاب کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھنا۔
- بلڈنگ پبلک اور پرائیویٹ پارٹنرشپ۔

ICM رجیم کے پراسس پر عملدرآمد کیا جانا چاہئے اور NCB کی ممبرشپ کے ساتھ ورکنگ کی جانی چاہئے۔اور متعلقہ شیئر ہولڈرز کے ساتھ الحاق ہونا چاہئے تا کہ براہ راست رابطہ ہو سکے اور انتظامی سہولیات اور پراسس پر عمل کیا جا سکے۔ تمام اقدامات کو ترقی دینے کے لئے متعلقہ اسٹیک ہولڈر کے ساتھ روابط رکھنے چاہئیں۔

بابت

شہری-سی بی ای، جس نے بہتر ماحول کے لیے کراچی کی بنیاد پر رضا کارانہ طور پر 1988ء میں متعلقہ شہریوں کا ایک گروپ تشکیل دیا تھا تاکہ وہ ماحول کی خرابی سے متعلق اپنی رائے پیش کرسکیں۔

شہری نے حقیقی ماحول سے متعلق امور کو اپنایا ہے۔ قانونی تعمیرات اور زوننگ کی خلاف ورزیوں کے معاملات کو خصوصی طور پر اٹھایا گیا ہے اس کے علاوہ ان سے متعلق علامات جیسا کہ آلودگی، ٹریفک جام، نکاسی، تجاوزات، پارکنگ کی عدم دستیابی، اوور لوڈ یوٹیلٹیز اور انفراسٹرکچر ہے۔ شہری ان قانونی باڈیز اور سرکاری ایجنسیوں کی دیکھ بھال کررہی ہے اور سول سوسائٹی بھی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

کامیابیاں

کلفٹن روڈ کے چوڑے روڈ پر گلاس ٹاورز کے غیر قانونی تجاوزات کا انہدام، اس کارروائی نے روڈ کو تجاوزات سے محفوظ کیا ہے۔

☆ منگھوپیر روڈ 1480 ایکڑ پر مشتمل گٹر باغیچہ پارک کو محفوظ کیا۔ یہ کم آمدنی والے علاقے میں ایک بڑی تفریح گاہ کا ایریا تقریباً ایک ملین رہائشیوں پر مشتمل ہے اور یہ لیاری کے قلب میں ہے۔

☆ کراچی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی یونین میں 162 ایکڑ پر مشتمل کڈنی ہل پارک کو محفوظ کیا بشمول 18 ایکڑ پر مشتمل کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کی تنصیبات۔

☆ اوورسیز کمیٹی برائے کے بی سی اے اور عوامی معلومات کا مرکز قائم کیا۔

☆ کراچی اور سندھ میں تجارتی بنیاد پر گیارہ کے ٹی سی اور پندرہ ایس آر ٹی سی بس ڈپو کے پلاٹس کو فروخت کیا۔ اس وقت یہ پلاٹ سی ڈی جی کے کے استعمال میں ہیں جو کہ بس ٹرمینلز اور دیگر متعلقہ ٹرانسپورٹ کی سرگرمی کے لیے استعمال کیا جارہا ہے اس کے علاوہ پبلک روڈز سے غیر قانونی بس ٹرمینلز ختم کئے۔

☆ لائنز ایریا کراچی میں ویب گراؤنڈ پلے فیلڈ (میٹرو) کو محفوظ کیا۔

☆ باغ ابن قاسم کلفٹن میں Costa livina اپارٹمنٹ کے اسٹرکچر کو منہدم کیا۔ اس کارروائی نے اسی طرح کے غیر قانونی الاٹمنٹ کو بھی روک دیا، اور اب سی ڈی جی کے نے یہاں پر پارک تعمیر کیا۔

☆ لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ پارک/ پلے فیلڈ کو کمرشل ہونے سے روکا۔

☆ لاہور بچاؤ تحریک کے حصہ کے طور پر کنال بینک کا وسیع وعریض پروجیکٹ کے خسارے کو پورا کیا۔

☆ کوئٹہ میں سسمک بلڈنگ کوڈ کی دوبارہ تصدیق کی۔

☆ پورے پاکستان کی بنیاد پر 1238 پولیس آفیسرز کی ٹریننگ، پولیس کی شرکت، انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور پولیس کی اصلاح کے بارے میں تربیت دی۔

کئی سالوں سے اعلیٰ عدالتیں شہری کی مہارت کی تصدیق کررہی ہیں۔ اور اسے Amicus Curiae (عدالت کا دوست) کے طور پر ماحولیات کی خلاف ورزی کے کیسز میں طلب کیا گیا۔

مقاصد

☆ آگاہی اور موثر سول سوسائٹی، بہترین گورننس، شفافیت اور قانون کی حکمرانی کو قائم کیا۔

☆ عوامی پالیسیز کے زیر اثر تحقیق، دستاویزات اور ڈائیلاگ کو ترویج دی۔

☆ ایک موثر اور نمائندہ لوکل گورنمنٹ سسٹم یعنی تعمیر اور تربیت کا سیٹ اپ کیا۔

☆ کراچی شہر کے لیے نمائندہ ماسٹر پلان/ زوننگ پلان تیار کیا اور موثر طور پر عملدرآمد کروایا۔

☆ سوسائٹی میں بنیادی انسانی حقوق کو ترویج دی۔

شہری کس طرح چل رہا ہے

ایک رضا کارانہ انتظامی کمیٹی جسے ایک ٹیم نے دو سال کے لیے جنرل باڈی کے ذریعے منتخب کیا ان کا تمام عمل جمہوری اصولوں پر ہے۔ ممبر شپ ہر خاص و عام کے لیے کھلی ہیں، جو کہ اغراض ومقاصد کے مطابق ہے۔

شہری کے لیے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- میڈیا اور بیرونی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول۔

آئی یو سی این ایگزیکیٹو کمیٹی ممبرز

ہاکس بے پر مجوزہ نیوکلیئر پلانٹ پر مکمل ماحولیاتی اثر سے متعلق مطالعہ کا مطالبہ کرتے ہیں

شہری رپورٹ

IUCN پاکستان نیشنل کمیٹی ممبرز کی ایگزیکیٹو کمیٹی کی ایک میٹنگ IUCN کنٹری آفس کراچی میں منعقد ہوئی۔ ایگزیکیٹو کمیٹی ممبران نے جناب ملک امین اسلم کو پاکستان نیشنل کمیٹی برائے IUCN ممبران کا چیئرپرسن منتخب کیا، سید محمود ناصر کو نائب چیئرپرسن اور جناب نادر گل کو ایگزیکیٹیو کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے منتخب کیا۔ پاکستان نیشنل کمیٹی جوکہ کلائمیٹ چینج ڈویژن پر مشتمل ہے اور بطور اسٹیٹ ممبر چھ سرکاری ایجنسیز، ۲۷/این جی اوز اور ایک انٹرنیشنل آرگنائزیشن پر مشتمل ہے۔

این جی او ایگزیکیٹو ممبران نے اس نئے نیوکلیئر پلانٹ کی سیٹنگ کے اعلان کے بارے میں بات چیت کی۔ اور ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ملک میں انرجی بحران کو نظرانداز نہیں کیا۔ خصوصی طور پر حقائق کے تحت فیصلے صادر کئے گئے اور تمام ممبران اس پر متفق تھے۔

این جی او ممبران نے بالخصوص اس اہم معاملات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس کے علاوہ دیگر متعلقہ امور اور ایمرجنسی پلان جوکہ نیوکلیئر کے بارے میں تھا اس پر غوروخوض کیا گیا۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ مجوزہ انرجی آپشن EIA کے مطابق سرانجام دیا جائے اور اسٹیک ہولڈر سے روابط رکھے جائیں اور پبلک کو سنا جائے۔

اس دوران ایچ ایچ مرحوم امیر بہاولپور نے لیٹر جاری کیا اور چولستان صحراء میں اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ ممبران کے مطابق اٹھارویں ترمیم کے بعد پنجاب حکومت کو اس امور کے لئے ضروری تفصیلات درکار ہیں اور اس سلسلے میں اقدامات کئے جائیں۔ ممبران نے اس بات کو بھی اپنایا کہ موجودہ حالت میں سندھ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ مضبوط اقدامات شروع کرے تاکہ تاریخی اور ثقافتی ورثہ محفوظ رہے۔ حکومت پنجاب کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ وراثت مستقبل کی جنریشن کے لئے محفوظ رہے۔

جناب محمود اختر چیمہ ملکی نمائندے IUCN پاکستان نے IUCN ورلڈ پارکس کانگریس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کا انعقاد سڈنی آسٹریلیا میں ۱۲ سے ۱۹/نومبر ۲۰۱۴ء تک ہوگا جس میں شرکاء ورلڈ کال پارکس کانگریس سے متعلق مؤثر گفتگو کریں گے۔ اس کے علاوہ نیشنل پارکس اور پاکستان میں حفاظتی ایریاز سے متعلق اپنے خدشات کا بھی اظہار کریں گے۔

ایگزیکیٹو کمیٹی میٹنگ کے شرکاء میں جناب ملک امین اسلم، IUCN گلوبل نائب صدر اور ریجنل کونسلر ایشیاء جناب جاوید جبار، بانی صدر باہبیلی اور سابقہ IUCN گلوبل کے نائب صدر اور ریجنل کونسلر سیّد محمود ناصر، انسپکٹر جنرل فاریسٹ، کلائیمیٹ چینج ڈویژن مس مہر مارکر نوشیروانی، ٹیکنیکل ڈائریکٹر ٹرسٹ برائے پوسٹل ریسورس جناب رولینڈ ڈی سوزا، ممبر شہری، جناب روم سعید حیات، چیف ایگزیکیٹو انسٹی ٹیوٹ برائے دیہی انتظامیہ شامل ہیں۔

جناب محمود اختر چیمہ ملکی نمائندہ IUCN پاکستان اور جناب جارج صادق پروگرام آفیسر، IUCN پاکستان جنہوں نے IUCN سیکریٹریٹ کی نمائندگی کی۔